کیا پردہ ملک کی ترقی میں رکاوٹ ہے؟

Price– –/25 Ps.

MAKTABA-E-TAJALLY
DEOBAND, U. P.

کیا پردہ ملک کی ترقی میں رکاوٹ ہے؟

(مؤلفہ)

..... ﴿ پروین رضوی ﴾ .....

اقبال بُک ڈپو، محلہ قلعہ دیوبند

ضلع سہارنپور۔ (یوپی)

ناشر :- اقبال بکڈپو . دیوبند

قیمت :- ۲۵ پیسے

پریس :- نیشنل پرنٹنگ پریس . دیوبند

مئی سنہ ۷ء

مذکورہ کتابچہ کباڑ والے سے خریدی گئی کتب کے گٹھر سے اسکین کر کے افادہ عام کی غرض سے سافٹ کاپی میں شئیر کی جارہی ہے۔
اللہ بھلا کرے اس بوڑھے کا جس نے میری رہنمائی کی، کہ فلاں کباڑ والا کتاب رکھے ہے، تفسیر حقانی اور مظاہر حق کی مختلف جلدوں سمیت متعدد چھوٹے چھوٹے کتابچے صرف پینتیس یا پچاس روپے میں مجھے دے دیے، اس طرح وہ کتابیں کوڑے کے ڈھیر میں جانے سے بچ گئیں۔

وصی اللہ بہرائچی
wasiqasmi4@gmail.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ؕ

کیا پردہ ملک کی ترقی میں رکاوٹ ہے؟

۲ مارچ ۱۹۸۵ء کو نشتر میڈیکل کالج ملتان میں آل پاکستان انٹر کالجیئٹ مباحثہ منعقد ہوا۔ بحث کا عنوان تھا "اس ایوان کی رائے میں پردہ ملک کی ترقی میں رکاوٹ ہے"۔ اس بحث میں جن خاتون کو اول انعام ملا وہ مس نسرین رضوی صاحبہ ملتان کالج فار ویمن کی تھرڈ ایر کی طالب علم تھیں یہ بات قابل ذکر ہے کہ مقررہ کو بے پردہ تقریر کرنے کی اجازت نہ مل سکی، چنانچہ انھوں نے چادر اوڑھ کر تقریر کی۔ انکی یہ تقریر درج ذیل کیجاتی ہے، اس سے اندازہ ہوگا کہ مقررہ نے کتنے معقول دلائل کے ساتھ اپنے موضوع کو پیش کیا ہے مباحثہ کے اختتام پر جب ایوان کی رائے لی گئی تو عظیم الشان اکثریت کے ساتھ ایوان نے پردہ کے حق میں رائے دی اور دوسری

طرف ایک فیصد سے زیادہ ووٹ نہ تھے،

پردہ ملک کی ترقی میں رکاوٹ ہے یا نہیں؟ اس سوال کا فیصلہ کرنے کے
لئے ہمیں سب سے پہلے یہ دیکھنا چاہیئے کہ پردہ ہے کیا چیز؟ کیونکہ اس کے بغیر
ہم اس کی غرض اس کے فائدے اور اس کے نقصانات کو نہیں سمجھ سکتے۔ اس
کے بعد ہمیں یہ طے کرنا چاہیئے کہ وہ ترقی کیا ہے جسے ہم حاصل کرنا چاہتے ہیں؟
کیونکہ اسے ہم طے کئے بغیر یہ معلوم نہیں کر سکتے کہ پردہ اس میں حائل ہے
بھی یا نہیں۔

پردہ عربی زبان کے لفظ حجاب کا لفظی ترجمہ ہے جس چیز کو عربی میں
حجاب کہتے ہیں اسی کو فارسی اور اردو میں پردہ کہتے ہیں حجاب کا لفظ قرآن مجید
کی اس آیت میں آیا ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے
گھر میں بے تکلف آنے جانے سے منع فرمایا تھا اور حکم دیا تھا کہ اگر گھر کی خواتین
سے کوئی چیز مانگنی ہو تو حجاب (پردے) کی اوٹ سے مانگا کرو، اسی حکم سے پردے
کے احکام کی ابتدا ہوئی، پھر جتنے احکام اس سلسلے میں آئے ان سب کے
مجموعے کو احکامِ حجاب (پردے کے احکام) کہا جانے لگا۔

پردے کے احکام قرآن مجید کی چوبیسویں اور تینتیسویں سورت میں
تفصیل کے ساتھ موجود ہیں، ان میں عورتوں کو حکم دیا گیا ہے کہ وہ اپنے گھروں
میں وقار کے ساتھ رہیں اپنے حسن اور آرائش کی نمائش نہ کرتی پھریں جس طرح
زمانہ جاہلیت کی عورتیں کرتی تھیں گھروں سے باہر نکلنا ہو تو اپنے اوپر ایک
چادر ڈال کر نکلیں اور بجنے والے زیور پہن کر نہ نکلیں گھروں کے اندر بھی محرم مردوں

اور غیر محرم مردوں کے درمیان امتیاز کریں، محرم مردوں اور گھر کے خادموں اور اپنے میل جول کی عورتوں کے سوا کسی کے سامنے زینت کے ساتھ نہ آئیں، زینت کے معنی وہی ہیں جو ہماری زبان میں آرائش و زیبائش اور بناؤ سنگھار کے ہیں اس میں خوشنما لباس زیور اور میک اپ تینوں چیزیں شامل ہیں، پھر محرم مردوں کے سامنے بھی عورتوں کو حکم دیا گیا ہے کہ اپنے گریباں پر اپنی اوڑھنیوں کے آنچل ڈالکر رکھیں اور اپنا ستر چھپائیں، گھر کے مردوں کو ہدایت کی گئی کہ ماں بہنوں کے پاس بھی آئیں تو اجازت لیکر آئیں، تاکہ اچانک ان کی نگاہ ایسی حالت میں نہ پڑے جبکہ وہ جسم کا کوئی حصہ کھولے ہوئے ہوں،

یہ احکام ہیں جو قرآن حکیم میں دیئے گئے ہیں اور انھیں کا نام "پردہ" ہے، نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے ان کی تشریح فرماتے ہوئے بتایا کہ عورت کا ستر چہرے کلائی کے جوڑ تک ہاتھ اور ٹخنوں تک پاؤں کے سوا اس کا سارا جسم ہے، جسے باپ اور بھائی تک سے چھپا کر رکھنا چاہیئے اور ایسے باریک اور چست کپڑے نہ پہننے چاہئیں جن کے اندر سے جسم نمایاں ہو، نیز آپؐ نے محرم مردوں کے سوا کسی اور مرد کے ساتھ تنہا رہنے سے عورتوں کو منع فرمایا آپؐ نے عورتوں کو اس بات سے بھی منع فرمایا کہ وہ گھر سے باہر خوشبو لگا کر نکلیں مسجد کے اندر نماز با جماعت میں آپ نے عورتوں اور مردوں کے لئے الگ الگ جگہ مقرر فرمادی تھی اور اس بات کی اجازت نہ تھی کہ عورت مرد سب ملکر ایک صف میں نماز پڑھیں، نماز سے فارغ ہو کر آپؐ اور سب مرد اس وقت تک بیٹھے رہتے تھے جب تک عورتیں نہ چلی جائیں،

یہ احکام جس کا جی چاہے قرآن مجید کی سورۂ نور اور سورۂ احزاب میں
اور حدیث کی مستند کتابوں میں دیکھ سکتا ہے آج جس چیز کو ہم پردہ کہتے ہیں اس
میں چاہے عملی طور پر افراط و تفریط ہو گئی ہو لیکن اصول اور قاعدے سب
جاری کیے رکھتے۔ اگرچہ ہم خدا اور رسول کا نام لیکر کسی کا منہ بند کرنا نہیں چاہتے
مگر یہ کہے بغیر بھی نہیں رہ سکتی کہ آج ہمارے اندر یہ آواز اٹھنا کہ "پردہ ہماری ترقی
میں رکاوٹ ہے" ہماری دورخی ذہنیت کی کھلی علامت ہے، یہ آواز خدا اور رسول
رسول کے خلاف عدم اعتماد کا ووٹ ہے اور اس کے صاف معنی یہ ہیں کہ خدا اور رسول
نے ہماری ترقی کے راستہ میں روڑے اٹکا دیے ہیں اگر واقعی ہم ایسا سمجھتے ہیں،
تو آخر ہم کیوں خواہ مخواہ مسلمان بنے ہوئے ہیں، اور کیوں اس خدا اور رسول
کو ماننے سے انکار نہیں کر دیتے جنھوں نے ہم پر ایسا ظلم کیا ہے؟ اس سوال سے
یہ کہہ کر چھٹکارا حاصل نہیں کیا جا سکتا کہ خدا اور رسول نے پردہ کا حکم ہی
نہیں دیا ہے۔ میں ابھی عرض کر چکی ہوں کہ پردہ کس چیز کا نام ہے اور اس کے
تفصیلی احکام جس کا جی چاہے قرآن مجید اور احادیث کی مستند کتب میں نکال
کر دیکھ سکتا ہے۔ حدیث کی صحت سے کسی کو انکار بھی ہو تو بھلا قرآن کے کھلے
کھلے احکام کو آخر کہاں چھپائے گا۔

پردے کے احکام جو اسلام نے ہم کو دیئے ہیں ان پر تھوڑا سا بھی
غور کیجئے تو سمجھ میں آسکتا ہے کہ ان کے تین بڑے مقصد ہیں،

اوّل یہ کہ عورتوں اور مردوں کے اخلاق کی حفاظت کی جائے اور ان
خرابیوں کا دروازہ بند کیا جائے جو مخلوط سوسائٹی میں عورتوں اور مردوں کے

آزادانہ میل جول سے پیدا ہوتی ہے،

دوسرے یہ کہ عورتوں اور مردوں کا دائرہ عمل الگ کیا جائے تاکہ فطرت نے جو فرائض عورت کے سپرد کئے ہیں انھیں وہ اطمینان کے ساتھ انجام دے سکے اور جو خدمات مرد کے سپرد ہیں انھیں وہ اطمینان کے ساتھ بجا لاسکے،

تیسرے یہ کہ گھر اور خاندان کے نظام کو مضبوط اور محفوظ کیا جائے جس کی اہمیت زندگی کے دوسرے نظاموں سے کم نہیں بلکہ کچھ بڑھ کر ہی ہے،

پردے کے بغیر جن لوگوں نے گھر اور خاندان کے نظام کو محفوظ کیا ہے، انھوں نے عورت کو غلام بنا کر تمام حقوق سے محروم کر کے رکھدیا ہے، اور جنھوں نے عورت کو اس کے حقوق دینے کے ساتھ پردے کی پابندیاں بھی نہیں رکھی ہیں ان کے ہاں گھر اور خاندان کا نظام بکھر گیا ہے اور روز بروز بکھرتا چلا جارہا ہے،

اسلام عورت کو پورے حقوق بھی دیتا ہے اور اس کے ساتھ گھر کے اور خاندان کے نظام کو بھی محفوظ رکھنا چاہتا ہے، یہ مقصد حاصل نہیں ہوسکتا جبتک پردے کے احکام اس کی حفاظت کے لئے موجود نہ ہوں۔

خواتین حضرات! میں آپ سے درخواست کرتی ہوں کہ ٹھنڈے دل سے ان مقاصد پر غور کریں، اخلاق کا مسئلہ کسی کی نگاہ میں اہمیت نہ رکھتا ہو تو اس کا میرے پاس کوئی علاج نہیں مگر جس کی نگاہ میں اس کی کوئی اہمیت ہو اسے سوچنا چاہیئے کہ مخلوط سوسائٹی میں جہاں بن سنور کر عورتیں آزادانہ پھریں اور زندگی کے ہر شعبہ میں مردوں کے ساتھ کام کریں، وہاں اخلاق بگڑنے

سے کیسے بچ سکتے ہیں اور کب تک بچے رہ سکتے ہیں؟ ہمارے اپنے ملک میں یہ صورت حال جتنی بڑھتی جا رہی ہے جنسی جرائم بھی بڑھتے جا رہے ہیں۔ اسدا ان کی خبریں آپ آئے دن اخبارات میں پڑھ رہے ہیں، یہ کہنا کہ ان خرابیوں کا اصل سبب پردہ ہے، جب پردہ نہ رہے گا تو لوگوں کا دل عورتوں سے بھر جائیگا بالکل غلط ہے، جہاں پوری بے پردگی تھی، وہاں لوگوں کے دل نہ بھرے اور ان کی خواہشات کے تقاضوں نے عریانی تک نوبت پہنچائی پھر عریانی سے دل نہ بھرے اور کھلی کھلی جنسی آوارگی تک نوبت پہنچائی اور اب جنسی آوارگی کے کھلے لائسنس سے بھی دل نہیں بھر رہے ہیں، اور آج بھی کثرت سے جنسی جرائم ہو رہے ہیں جنکی رپورٹیں امریکہ، انگلستان اور دوسرے ممالک کے اخبارات میں آتی رہتی ہیں۔ کیا یہ کوئی قابل اطمینان حالت ہے؟ یہ صرف اخلاق ہی کا تو سوال نہیں ہے، ہماری پوری تہذیب کا سوال ہے، مخلوط سوسائٹی جتنی بڑھ رہی ہے عورتوں کے لباس اور بناؤ سنگھار کے اخراجات بھی بڑھ رہے ہیں اس کیلئے جائز آمدنیاں ناکافی ثابت ہو رہی ہیں نتیجہ یہ ہے کہ ہر طرف رشوت، غبن اور دوسری حرام خوریاں بڑھتی جا رہی ہیں حرام خوریوں نے ہماری ریاست کے پورے نظام کو گھن لگا دیا ہے اور کوئی قانون ٹھیک طرح سے نافذ ہونے ہی نہیں پاتا۔ پھر بھی یہ سوچنے کی بات ہے کہ جنکو اپنی خواہشات کے معاملے میں ڈسپلین کی عادت نہ ہو وہ دوسرے کس معاملہ میں ڈسپلین کے پابند ہو سکتے ہیں؟ جو شخص اپنی گھریلو زندگی میں وفادار نہ ہو اس سے اپنی قوم اور ملک کے معاملے میں وفاداری کی توقع کہاں تک کی جا سکتی ہے؟

عورت اور مرد کا دائرہ عمل الگ الگ کرنا خود فطرت کا تقاضہ ہے فطرت نے ماں بننے کی خدمت عورت کے سپرد کر کے آپ ہی بتا دیا ہے کہ اس کے کام کی اصل جگہ کہاں ہے ؟ اور باپ بننے کا فرض مرد کے ذمہ ڈال کر خود اشارہ کر دیا ہے کہ اسے کن کاموں کے لئے مادری کے بھاری بوجھ سے سبکدوش کیا گیا ہے، دونوں قسم کی خدمات کے لئے عورت اور مرد کو الگ الگ جسم دیئے گئے ہیں، الگ الگ قوتیں دی گئی ہیں۔ الگ الگ صفات دی گئی ہیں۔ الگ الگ نفسیات دیئے گئے ہیں۔ فطرت نے جسے ماں بننے کے لئے پیدا کیا ہے، اسے صبر و تحمل بخشا ہے، اس کے مزاج میں نرمی پیدا کی ہے اسے وہ چیز دی ہے جسے مامتا کہتے ہیں، وہ ایسی نہ ہوتی تو ہم اور آپ پل کر بخیریت جوان نہ ہو سکتے تھے۔ یہ کام جسکے ذمہ ڈالا گیا ہے اس کے لئے وہ کام موزوں نہیں ہیں جن کے لئے سختی اور سخت مزاجی کی ضرورت ہے وہ کام اسی کے لئے موزوں ہے جسے ماں بننے کے لئے پیدا نہیں کیا گیا ہے، اور جسے ان بھاری ذمہ داریوں سے آزاد رکھا گیا ہے جو ماں بننے کا لازمہ ہیں، آپ اس تقسیم کو مٹانا چاہتے ہیں تو پھر فیصلہ کر لیجئے کہ اب دنیا کو ماؤں کی ضرورت نہیں ہے، تھوڑی ہی مدت نہ گذرے گی کہ انسان ایٹم بم اور ہائیڈروجن بم کے بغیر ہی ختم ہو جائیگا لیکن اگر یہ فیصلہ بھی آپ نہیں کرتے اور اس تقسیم کو بھی مٹانا چاہتے ہیں تو یہ عورت کے ساتھ تو بڑی بے انصافی ہے کہ وہ اس پورے بوجھ کو بھی اٹھائے جو فطرت نے ماں بننے کے سلسلہ میں اس پر ڈالا ہے اور جس میں مرد ایک رتی برابر بھی اسکے ساتھ کوئی حصہ نہیں لے سکتا اور پھر وہ مرد کے ساتھ آکر سیاست اور

تجارت اور صنعت وحرفت اور لڑائی دنگے کے کاموں میں بھی برابر کا حصہ لے خدا کے لئے ذرا ٹھنڈے دل سے سوچو، انسانیت کی خدمت میں آدھا حصہ تو وہ ہے جسے پورے کا پورا عورت سنبھالتی ہے، کوئی مرد اس میں ذرہ برابر بھی اس کا بوجھ نہیں بٹا سکتا۔ باقی آدھے میں سے آپ کہتے ہیں کہ آدھا بار اس کا بھی عورت اٹھائے گویا تین چوتھائی عورت کے ذمہ پڑا اور مرد کے ذمے ایک چوتھائی کیا یہ انصاف ہے ؟

عورت بیچاری اس ظلم کو خوشی خوشی برداشت کرنے، بلکہ لڑ جھگڑ کر اپنے اوپر لینے کے لئے اس وجہ سے مجبور ہوئی کہ آپ نے عورت ہوتے ہوئے عورت کی جگہ کام کرتے ہوئے اسے عزت دینے سے انکار کر دیا آپ نے بچوں والی کا مذاق اڑایا آپ نے گھر کی گرہستی کو ذلیل قرار دیا۔ آپ نے ان ساری خدمات کو گھٹیا درجہ دیا جو وہ خاندان میں انجام دیتی تھی اور جن کی انجام وہی آپ کی سیاست معیشت اور جنگ سے کچھ کم ضروری یا مفید نہ تھی مجبوراً وہ غریب عزت اور قدر و منزلت کی تلاش میں ان کاموں کے لئے آمادہ ہوگئی جو مرد کے کرنے کے تھے، کیونکہ مرد بنے بغیر اور مردانہ خدمات انجام دیئے بغیر آپ اسے عزت دینے کو تیار نہ تھے۔ اسلام نے اس پر یہ مہربانی کی تھی کہ عورت رہتے ہوئے اور زنانہ خدمات ہی انجام دیتے ہوئے اس نے اسے پوری عزت مرد کے برابر بلکہ ماں ہونے کی حیثیت سے مرد سے کچھ بڑھ کر ہی دی تھی۔

اب آپ کہتے ہیں کہ یہ چیز "ترقی" میں حائل ہے، آپ کو اصرار ہے کہ

عورت ماں بھی بنے اور مجسٹریٹ بھی، اور پھر ناچ گا کر مردوں کا دل بہلانے کے لئے وقت بھی نکالے، آپ اس پر اتنا بوجھ ڈالتے ہیں کہ وہ کسی خدمت کو بھی بھلی اور بخوبی انجام نہیں دے سکتی۔ آپ اسے وہ کام دیتے ہیں جن کیلئے وہ پیدا نہیں کی گئی۔ آپ اسے اس میدان میں کھینچ لاتے ہیں جہاں وہ مرد کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ جہاں مرد اس سے آگے رہے گا۔ جہاں عورت کو داد ملے گی تو نسوانیت کی رعایت سے ملے گی یا پھر کمال کی نہیں جمال کی ملے گی یہ آپ کے نزدیک "ترقی" کے لئے ضروری ہے۔

گھر اور خاندان جن کی اہمیت کو آپ "ترقی" کے جوش میں بھول گئے ہیں دراصل یہ وہ کارخانے ہیں جہاں انسان تیار ہوتے ہیں یہ کارخانے جوتے اور پستول بنانے کی نسبت کچھ کم ضروری تو نہیں ہیں ان کارخانوں کیلئے جن صفات، نفسیات اور قابلیتوں کی ضرورت ہے وہ فطرت نے سب سے بڑھ کر عورت کو دی ہے، ان کو چلانے کے لئے جن خدمات اور محنتوں اور مشقتوں کی ضرورت ہے ان کا زیادہ سے زیادہ بوجھ فطرت نے عورت ہی پر ڈالا ہے، اور ان کارخانوں میں کرنے کے کام بہت ہیں کوئی فرض شناسی کے ساتھ ان کاموں کو کرنا چاہے جیسا کہ ان کا حق ہے تو اسے سر کھجانے کی مہلت نہ ملے۔ اور پھر ان کو جتنی زیادہ قابلیت سلیقے اور دانشمندی کے ساتھ چلایا جائے اتنے ہی زیادہ اعلیٰ درجہ کے انسان تیار ہو سکتے ہیں، اس کے لئے عورت کو زیادہ سے زیادہ عمدہ تعلیم و تربیت دینے کی ضرورت ہے ان کارخانوں کو سکون و

اطمینان اور اعتماد کے ساتھ چلانے کے لئے اسلام نے پردے کا ڈسپلن قائم کیا تھا تاکہ عورت یہاں پوری دلجمعی کے ساتھ اپنا کام کر سکے اور اس کی توجہ غلط سمتوں میں نہ بٹے اور مرد بھی پوری طرح مطمئن ہو کر زندگی کے اس شعبے کو اس کے ہاتھوں میں چھوڑ دیں۔ اب آپ "ترقی" کے خاطر اس ڈسپلین کو ختم کر دینا چاہتے ہیں۔ اس کے ختم ہو جانے کے بعد دو کاموں میں سے ایک کام آپ کو بہر حال کرنا ہوگا۔ یا عورت کو ہندو تہذیب اور پرانی عیسائی اور یہودی تہذیب کی پیروی کر کے غلام بنا دیجئے تاکہ خاندانی انتظام بکھرنے نہ پائے، یا پھر اس کے لئے تیار رہو جائے کہ انسان بنانے کے کارخانے تباہ و برباد ہو کر جوتے اور پستول بنانے کے کارخانے آباد ہوں۔

میں آپ سے صاف کہتی ہوں کہ اس بات کا کوئی امکان نہیں ہے کہ اسلام جو مکمل قانونی اور معاشی حقوق عورت کو دیتا ہے، ان کو برقرار رکھتے ہوئے آپ اسلام کے قائم کردہ ڈسپلن کو توڑ دیں اور آپ کا خاندانی نظام برباد ہونے سے بچا رہ جائے لہٰذا "ترقی" کا معیار جو بھی آپ کے سامنے ہو اسے نگاہ میں رکھ کر سوچ لیجئے کہ آپ کیا کھونا چاہتے ہیں اور کیا پانا چاہتے ہیں

"ترقی" بہت وسیع لفظ ہے، اس کا کوئی ایک ہی مقرر

مفہوم نہیں ہے۔ مسلمان ایک زمانہ میں خلیج بنگال سے بحر اٹلانٹک تک حکمران رہے ہیں، سائنس اور فلسفہ میں وہ دنیا کے استاد تھے تہذیب و تمدن میں کوئی دوسری قوم ان کے ہمسر نہ تھی۔ معلوم نہیں اس چیز کا نام کسی لغت میں ترقی ہے یا نہیں۔ اگر یہ ترقی تھی تو میں عرض کردوں گی کہ یہ ترقی اس معاشرے نے کی تھی جس میں پردے کا رواج تھا۔

اسلامی تاریخ بڑے بڑے اولیاء، مدبرین، علماء، حکماء، مصنفین اور فاتحین کے ناموں سے بھری پڑی ہے، یہ عظیم الشان لوگ جاہل ماؤں کی گودوں میں پل کر تو نہیں نکلے تھے خود عورتوں میں بھی بڑی بڑی عالم و فاضل خواتین کے نام ہم کو اسلامی تاریخ میں ملتے ہیں، وہ علوم و فنون اور ادب میں کمال رکھتی تھیں، پردے نے اس ترقی سے مسلمانوں کو نہیں روکا تھا۔ آج بھی اسی طرح کی "ترقی" ہم کرنا چاہیں تو پردہ ہمیں اس سے نہیں روکتا البتہ اگر کسی کے نزدیک "ترقی" بس وہی ہو جو اہل مغرب نے کی ہے تو بلاشبہ اس میں پردہ بری طرح حائل ہے۔ مغرب نے وہ ترقی اخلاق اور خاندانی نظام کو خطرہ میں ڈال کر کی ہے وہ عورت کو اس کے دائرۂ عمل سے نکال کر مرد کے دائرۂ عمل میں لے آیا ہے اس طرح اس نے اپنے دفتر اور کارخانے چلانے کے لئے دگنے ہاتھ تو حاصل کر لئے اور بظاہر بڑی ترقی کر لی مگر گھر اور خاندان

کا سکون کھو دیا۔ آج بھی وہاں اگر گھر آباد ہیں تو صرف گھر گرہستن عورتوں کی بدولت ہی آباد ہیں، مردوں کے ساتھ کمانے والی عورتیں کہیں بھی گھر کا نظام نہیں چلا رہی اور نہ چلا سکتی ہیں، ان کے نکاح آج طلاقوں پر ختم ہو رہے ہیں، ان کے بچے تباہ ہو رہے ہیں، ان کے لئے ٹھکانا اگر ہے تو کلب ہیں ہے یا ہوٹل ہیں۔ گھر ان کے لئے سکون کی جنّت نہیں رہے اور اپنی جگہ لینے کے لئے بہتر انسان تیار کرنے کا کام انھوں نے چھوڑ دیا ہے، اس "ترقی" پر کوئی رشک کرتا ہے تو کرتا رہے